بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح عقیدہ واسطیہ مترجم

متن:

شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ

شرح:

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ تعالیٰ

تعلیقات وحواشی:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ

فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن الجبرین رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ، تخریج و اضافہ جات:

محمد زبیر شیخ حفظہ اللہ تعالیٰ

نظر ثانی:

الشیخ محمد رفیق طاہر حفظہ اللہ تعالیٰ

عقیدہ واسطیہ کا مقدمہ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ؛ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ؛ إِقْرَارًا بِهِ وَتَوْحِيدًا. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا مَزِيدًا.

فَهَذَا اعْتِقَادُ الْفِرْقَةِ النَّاجِيَةِ الْمَنْصُورَةِ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَهُوَ الْإِيمَانُ: بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْإِيمَانِ بِالْقَدَرِ؛ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ.

ترجمہ:

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے مخصوص ہیں جس نے اپنے رسول ﷺ (3) کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اسے (4) تمام ادیان باطلہ پر غالب کردے اور اللہ گواہ کے طور پر کافی ہے۔

---

(3) رسول کا لغوی معنٰی ہے: قاصد، جسے پیغام دے کر بھیجا جائے۔ اصطلاحی طور پر رسول اس مذکر انسان کو کہتے ہیں جس پر شریعت کی وحی آئے اور اسے اس کی تبلیغ کا حکم ہو۔ اگر تبلیغ کا حکم نہ ہو تو اسے نبی کہتے ہیں۔ اس لیے ہر رسول نبی ہوتا ہے جبکہ ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ (الجبرین: 43/1) یہاں رسول سے تمام جنس رسول مراد ہے کیونکہ سارے انبیاء کرام ہی ہدایت اور دینِ حق لے کر آئے تھے۔ البتہ جس رسول کے ذریعے رسالت مکمل ہوئی اور انبیاء کے آنے کا سلسلہ ختم ہوا اور نبوت ورسالت کی عمارت تکمیل کو پہنچ گئی، وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (العثیمین: 39/1)

(4) «لیظھرہ» میں ضمیر کس طرف لوٹ رہی ہے؟ اگر دینِ حق کی طرف لوٹ رہی ہے تو پھر اس دین کے لیے جہاد کرنے والا ہر شخص غالب ہوگا کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس دین کو دیگر

فرشتوں پر،(14) اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر،(15) موت کے بعد کی زندگی پر اور اچھی بری تقدیر(16) پر ایمان لایا جائے۔

---

(14) فرشتے وجود رکھتے ہیں، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا أُولِيٓ اَجْنِحَةٍ﴾ فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے جو پروں والے ہیں۔ [فاطر: 1] اسی طرح نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی پیدائشی شکل میں دیکھا تھا تو ان کے چھ سو پَر تھے جنہوں نے افق کو ڈھانپا ہوا تھا۔ (صحيح البخاري: 3232) بعض لوگ انہیں روحیں سمجھتے ہیں۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کیا فرشتے عقل رکھتے ہیں؟ ہم پوچھتے ہیں: کیا آپ عقل رکھتے ہیں؟ ایسا سوال تو کوئی دیوانہ ہی کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ انھیں حکم دے اور وہ کرتے ہیں جو حکم دیے جاتے ہیں۔ [التحريم: 6] کیا کسی بے عقل کی اس طرح کی تعریف کی جا سکتی ہے؟ ﴿يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ﴾ وہ رات اور دن تسبیح کرتے ہیں، وقفہ نہیں کرتے۔ [الأنبياء: 20] کیا ان کے بارے میں ہم کہیں گے کہ ان کے عقل نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتے ہیں اور اللہ کی طرف سے ملنے والے ہر حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور وحی پہنچاتے ہیں؟ حق تو یہ ہے کہ جو انہیں بے عقل کہتا ہے، وہ خود بے عقل ہے۔ (العثيمين: 1/64-65)

(15) ادریس علیہ السلام کے بارے میں اکثر مؤرخین اور بعض مفسرین کا یہ خیال ہے کہ وہ نوح علیہ السلام سے پہلے تھے اور ان کے آباء واجداد میں سے تھے۔ لیکن قول غلط ہے۔ قرآن وحدیث اس کی تردید کرتے ہیں۔ صحیح بات یہی ہے کہ پہلے نبی آدم علیہ السلام اور پہلے رسول نوح علیہ السلام تھے۔ جبکہ آخری نبی اور رسول محمد ﷺ تھے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ لیکن وہ اللہ کا رسول اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہے۔ [الأحزاب: 40] خاتم المرسلین اس لیے نہیں کہا کہ جب نبوت ختم ہو گئی تو رسالت بطریق اولیٰ ختم ہو گئی۔

اگر آپ یہ سوال کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام جو رسول تھے، وہ آخری زمانے میں آسمان سے نازل آئیں گے، (صحيح البخاري: 2222، وصحيح مسلم: 155) لہٰذا آپ ﷺ آخری نبی اور رسول نہ رہے؟

جواب: وہ کوئی نئ شریعت لے کر نہیں آئیں گے بلکہ نبی کریم ﷺ کی شریعت کے مطابق ہی فیصلے فرمائیں گے۔

اگر سوال کیا جائے کہ یہ بات تو سبھی مانتے ہیں کہ اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب عیسیٰ علیہ السلام بھی نازل ہو کر اسی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے تو آپ علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پیروکار ہوئے۔ پھر ہمارا یہ کہنا کہ "اس امت میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بہتر ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں" کیسے درست ہو سکتا ہے؟

جواب: اس کے تین جواب ہیں: (1) عیسیٰ علیہ السلام مستقل رسول ہیں اور اولو العزم رسولوں میں سے ایک ہیں۔ لہٰذا کوئی بھی ان کے اور ایک امتی کے درمیان مقابلے کا سوچ بھی نہیں سکتا، فضیلت دینا تو دور کی بات ہے۔ اس بناء پر یہ اعتراض سرے سے ہی مردود ہے۔ یہ محض تکلف ہے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تکلف سے کام لینے والے ہلاک ہوں گے۔ (صحیح مسلم: 2670) (2) ابو بکر ساری امت سے افضل ہیں سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ (3) عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے امتی اور اس امت کے ایک فرد نہیں ہیں کیونکہ آپ علیہ السلام تو نبی کریم ﷺ سے پچھلے دور کے ہیں۔ البتہ جب آپ علیہ السلام نازل ہوں گے تو نبی کریم ﷺ کی پیروی کریں گے کیونکہ اب قیامت تک آپ ﷺ کی شریعت ہی باقی رہنے والی ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ آپ علیہ السلام کیسے فرمانبردار ہوں گے جبکہ آپ خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑ دیں گے اور اسلام کے علاوہ کوئی اور دین قبول ہی نہیں کریں گے، حالانکہ اسلام کا اصول تو یہ ہے کہ اہل کتاب سے جزیہ لے کر انہیں تحفظ فراہم کرتا ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا یہ باتیں بتانا ہی آپ ﷺ کی تقریری حدیث ہے، لہٰذا یہ بھی آپ ﷺ کی شریعت کا حصہ ہو گا اور اس وقت اسلام کا سابقہ حکم منسوخ ہو جائے گا۔ (العثیمین: 1/66-68)

(16) تقدیر کا لغوی معنیٰ ہے: چیزوں کی مقدار کا احاطہ۔ اصطلاحی معنیٰ: اللہ تعالیٰ کا چیزوں کی پیدائش سے پہلے ان کی مقدار اور زمانے کو جاننا، پھر انہیں پیدا کرنا۔ (الجبرین: 1 / 79)